



حضرت ترکیہ

فرسروات

حضرت صوفی مقبول احمد نقشبندی

حقیقت تزکیہ

فرمودات

صوفی مقبول احمد نقشبندی دامت بر کلته

فہرست مضمون

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
2	تمہید	۱
3	تصوف	۲
4	مخصوصو	۳
5	ذرائع	۴
8	ہدایات	۵
8	وہ حضرات جو کسی اللہ والے سے اصلاحی تعلق جوڑا چاہتے ہیں	۶
11	وہ حضرات جو اصلاحی تعلق قائم کر چکے ہیں	۷
15	وہ حضرات جن کو اجازتِ بیعت وارشادیل گئی ہے	۸
20	شجرہ شریف لشہندر یہ مجددیہ	۹
21	برزرگوں کا مختصر تعارف	۱۰
21	حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ	۱۱
22	حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیقؓ	۱۲
23	حضرت سلمان فارسیؓ	۱۳
23	حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ	۱۴
24	حضرت امام جعفر صادقؓ	۱۵
24	حضرت سلطان العارفین بازیزیہ بسطامیؓ	۱۶
25	حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانیؓ	۱۷
25	شیخ ابو علی فارదیؓ	۱۸
25	حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانیؓ	۱۹

صفحہ نمبر

مضمون

نمبر شمار

26	خواجہ عبدالحق عجبد والی	۲۰
26	حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری	۲۱
27	حضرت خواجہ محمود انجیر فغوی	۲۲
27	حضرت خواجہ علی رامیٹھی	۲۳
28	حضرت خواجہ محمد بابا سماںی	۲۴
28	حضرت سید امیر کلال	۲۵
29	حضرت خواجہ سید بہا والدین نقشبند	۲۶
30	حضرت خواجہ علاء الدین	۲۷
31	حضرت خواجہ یعقوب چڑھی	۲۸
31	حضرت مولانا عبد اللہ حرار	۲۹
32	حضرت مولانا محمد زاہد	۳۰
32	حضرت مولانا محمد درویش	۳۱
32	حضرت خواجہ محمد ملکنگی	۳۲
33	حضرت خواجہ محمد باقی	۳۳
33	حضرت امام ربانی عجبد والف ثانی شیخ احمد سر ہندی	۳۴
34	حضرت خواجہ آدم بنوری	۳۵
34	حضرت شیخ سعدی	۳۶
34	حضرت خواجہ بیگی	۳۷
35	حضرت عبداللکور	۳۸
35	حضرت عبدالرزاق	۳۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۰	حضرت محمد صنا	۳۵
۳۱	حضرت فقیر محمد	۳۵
۳۲	حضرت خواجہ شمس الدین	۳۶
۳۳	حضرت مولانا خلام ربانی	۳۶
۳۴	صوفی مقبول حمد نقشبندی مدظلہ العالی	۳۶

بسم الله الرحمن الرحيم

تمہید

نَحْمَدُهُ وَنَصْلِي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ إِذَا بَعْدَ عَرْضِ

ہے کہ ان اوراق میں جو کچھ بھی لکھا جا رہا ہے۔ یہ سب ہمارے حضرت جی مولانا غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کافیضان ہے جو کہ جامع شریعت و طریقت تھے، جن کی تربیت سے یہ بندہ اس لائق ہوا کہ یہ چند کلمات لکھ سکے۔ ان تحریرات میں اگر کوئی کمی کوتا ہی نظر آئے اسے اس بندہ کی طرف سے لفڑش سمجھ کر چشم پوشی فرمادیں۔ ہمارے حضرت جی نے طریقت کو ہمیشہ شریعت مطہرہ کے نالع رکھا اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ شریعت حاکم ہے جن و انس پر، طریقت شریعت کی لوڈی ہے، طریقت شریعت کی معاون ہے، طریقت شریعت پر ڈالنے کے لئے ہے نہ کہ ہٹانے کے لئے۔ لفڑش شریعت اصل ہے حضرت جی کی تربیت عملی تھی اور باریکیوں تک سُنن و مستحبات کا اہتمام سکھلاتے تھے۔ معاملات معاشرت ہر چیز میں شریعت مطہرہ کا اہتمام تھا۔ اور فرائض کے بغیر تو گزارا ہی نہیں۔ طریقت کا خلاصہ فرماتے تھے کہ طریقت طریق سے ہے اور طریق راستہ کو کہتے ہیں جیسے کہیت یا گھاس والے میدان میں لوگ مسلسل چلتے رہیں تو پاؤں کی رگڑ سے وہاں کچھ اگتا نہیں اور ایک پگڈنڈی بن جاتی ہے یہی راستہ کہلاتی ہے اور عربی میں اسے طریق کہتے ہیں۔ طریقت سے مقصود دل اور اللہ العزت کے درمیان کثرت ذکر سے ایک ایسا راستہ "طریق" بنانا ہے کہ اللہ کا غیر نہ اگے۔ یعنی دل اللہ کے غیر سے اثر نہ لے، اللہ کے غیر کی طرف التفات ہی نہ کرے، اللہ کے غیر پر بھروسہ نہ کرے اور ہر حال میں ہر وقت اللہ پاک ہی کی طرف دل کی توجہ رہے۔ ذکر شغل مراقبہ اسی لئے ہے ساری محنت اسی لئے ہے کہ انلب اوقات میں اللہ پاک کا

دھیان اور فکر رہنے لگے۔ اسی لئے فرماتے تھے کہ اللہ پاک کی ذات کے طالب بنو۔ فرماتے تھے کہذہ، شیخ اور ثواب کے طالبان و شاہقان تو بہت ہیں مگر اللہ کی ذات کا طالب کوئی کوئی ہے بلکہ عدم ہے۔ اصل اللہ پاک کی ذات ہے۔ جس کا قرب حاصل کرنے کے لئے اول قدم اتباع سنت ہے۔ سنت کے خلاف چل کر اللہ پاک کا قرب ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ دل کے اندر اس استعداد کو حاصل کرنا جس سے جناب رسول اللہ ﷺ کی ایک ایک ادا ایسی محبوب ہو جو ہمیں اتباع پر ڈال دے نہ کہ صرف دعویٰ محبت رہے۔ یہ طریقت کا مقصود ہے۔ ذکر اور فکر اس لئے ہے اور اللہ والوں سے تعلق اس لئے ہے۔ اللہ پاک ساری امت کو یہ سماج و مجاہدے اور اس کی حقیقت دلوں میں آتا رہے۔

ایک اہم بات جو محترم حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے سمجھی کہ مقاصد اور ذرائع میں فرق سمجھنا چاہئے۔ وسائل اور ذرائع کو مقاصد کا درجہ نہ دینا چاہئے۔ اس سے نظر مقاصد سے بہت جاتی ہے اور وسائل میں پھنسے رہتے ہیں۔ مقصود ہر وقت پیش نظر رہنا چاہئے۔

آنندہ صفات میں اسی کے تعلق سے کچھ لکھنے کی کوشش کی جائے گی۔ اللہ پاک مجھے بھی اور ساری انسانیت کو دین کی حقیقت نصیب فرمائے کہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمين یا رب العالمین۔

بندہ

مقبول احمد عفی عنہ

جامع مسجد نقشبندی الفلاح ناؤں بیدیاں روڈا ہو رکیٹ

manaqshbandi@gmail.com

تصوف

تصوف کا مفہوم نفس کا ترکیبہ، دل کا تصفیہ ہے، یعنی نفس کو صفاتِ رزیلہ مثل حبِ دنیا، تکبر، نفاق، ریا، حسد، بغض، کینہ وغیرہ سے پاک کرنا اور صفاتِ حمیدہ مثل ایمان، اخلاص، اتفاقی، توکل، تواضع، قناعت، بصیر، شکر، خشیت وغیرہ حاصل کرنا۔ اور دل کو اللہ العزت کے غیر کے نثار سے پاک کرنا تاکہ دل انلب اوقات میں اللہ تھی کی طرف متوجہ رہنے کا عادی بن جائے اسی پر بھروسہ، اسی سے توقع، اسی سے امید اور اسی کا خوف دل میں ہو اور مخلوق میں کسی سے امید اور نہ کسی کا خوف رہے۔ اسے قرآن پاک کی اصطلاح میں ترکیبہ کہتے ہیں۔

انسان کے اندر اللہ پاک نے دوختنی قوت میں رکھی ہیں۔ ایک اسے اللہ پاک کی اطاعت کی طرف ابھارتی ہے اور دوسرا اسے اللہ پاک کی نافرمانی کی طرف میلان کرنے کی کوشش میں لگی رہتی ہے۔ ترکیبہ یا تصفیہ سے مقصود خیر کی قوت کو غالب کرنا اور شر کی قوت کو مغلوب کرنا ہے۔ خیر کی قوت کو روح کہا گیا ہے اور شر کی قوت کو نفس کہا جاتا ہے۔ ان دونوں کا مقابلہ آپس میں موت تک مسلسل ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے ترکیبہ کی محنت کی بھی موت تک ضرورت ہے۔

تصوف کی حقیقت تو نفس کی اخلاقِ ذمیمہ یعنی بُری خواہشات سے صفائی اور اخلاقِ حمیدہ اچھی صفات کا حصول ہے اور اللہ پاک کی حقیقی محبت دل میں حاصل کرنا جس کا نتیجہ دل کے اندر ایسی استعداد کا پیدا ہونا جو اللہ پاک کے سارے احکامات کی تعمیل پر ابھارے اور اور ہر نافرمانی سے نفرت دلانے اور اللہ پاک کی رضا جوئی کے لئے بچنا آسان ہو۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ کی ایک ایک ادا محبوب ہنا کر زندگی

کے ہر شعبہ میں اُس کے انتباع پر ابھارے۔

تصوف تو شریعت مطہرہ پر دل کی آمادگی ہے اس لئے دل کے تصفیہ یا نفس کے تذکیرہ کے بعد شریعت مطہرہ کے خلاف چنان تقریباً ممکن ہو جاتا ہے۔ اللہ پاک پوری آمدت کو اس حقیقت کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ پاک مجھے بھی، جملہ متعاقین اور سب مسلمان بھائیوں کو سمجھادیں۔ آمین۔

مقصود

تصوف سے مقصود اللہ پاک کی معیت حاصل کرنا ہے۔ جو کہ اللہ پاک کی طرف سے اُنکی رضا اور قرب خاص سے ملتا ہے جس سے بندہ اپنے اندر میں دو کیفیتیں محسوس کرتا ہے۔ ایک عبدیت اور دوسری حضوری۔

عبدیت میں اللہ پاک کے سامنے اپنا تذلل۔ اللہ کا غلام بننا۔ کیونکہ غلام کا کوئی اتحقاق نہیں ہوتا صرف اور صرف اپنے مولیٰ کی اطاعت اُنکی رضا جوئی کی فکر۔ اس غلام کو جو ماں کی طرف سے ملتا ہے تو ممنون ہوتا ہے کہ اگر یہ نہ بھی دیتا تو کوئی زور نہیں۔ اسلئے یہ اپنے ماں کا احسان مند ہوتا ہے۔ غلام اور نوکر میں ایک بنا دادی فرق یہی ہے کہ نوکر کا اتحقاق ہوتا ہے غلام کا نہیں، نوکر تو مخصوص کام، مخصوص اجرت اور مخصوص وقت کے لئے ہوتا ہے۔ کام بد لئے پر انکار کر سکتا ہے۔ مگر غلام کو سارے کام ماں کی مرضی کے مطابق کرنے ہوتے ہیں۔ مطالبہ کسی چیز کا نہیں کر سکتا۔

حضوری میں دل پر انلب اوقات میں یہ اسخبار رہتا ہے کہ وہ اللہ پاک کو دیکھ رہا ہے۔ یعنی دل میں ایک یقین کی کیفیت۔ یا یہ کہ اللہ پاک اسے دیکھ رہا۔ جس کو یوں فرمایا گیا ہے: **أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَائِنَ تَرَاهُ وَإِنَّ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ**

فَإِنَّهُ يَرَاكُ وَهُوَ اللَّهُ جَسُكِ قُدْرَتِ اُولَئِمْ سَعَيْتَ كَاٰنَاتِ كَاٰكَيِ ذَرَّهَا هَرَبَيْنِ - وَهُوَ دَلِ
 کے چھپے ہوئے بھیجنوں سے بھی بخوبی واقف ہے۔ جس دل کی یہ کیفیت بن جائے
 اس کو اللہ پاک کی نافرمانی پر جرأت نہیں ہوگی۔ اس کے دل پر اللہ پاک کے سامنے ہر
 وقت حاضری کا استحضار، اس کی اطاعت پر شوق و رغبت دلانے گا اور اس کی معصیت
 سے اس کو گھن دلانے گا اور اللہ پاک کی رضا کے لئے ہر معصیت کا چھوڑنا آسان ہو
 جائے گا۔ اور اس کی اطاعت اسی کی رضا کے لئے آسان ہو جائے گی۔

ذرائع

اب اس مقصود کو حاصل کرنے کے کچھ ذرائع ہیں جن میں ایک قسم معدہ کا
 مجاہدہ کہلاتا ہے اکثر صوفیائے کرام یہ مجاہدے کرتے رہے۔ قلت الکلام، قلت
 الاختلاط مع الانام، قلت طعام اور قلت منام۔ یعنی کم با تیس کرنا، کم عام لوگوں سے
 ملننا، کم لکھانا اور کم سونا۔ ان سے مقصود یکسوئی حاصل کرنا تاکہ مقصد کی دھن میں لگیں۔
 لیکن اس زمانہ میں چونکہ قوی پہلے جیسے نہیں رہے اس لئے لکھانا اور سونا کم کرنا منع ہے
 کیونکہ اس کی کمی سے ضعف ہو جائے گا اس لئے اعتدال کے ساتھ کھائیں اور
 سوئیں۔ البتہ دنیا کے تذکرے جن کا نہ دنیوی فائدہ نہ دینی فائدہ، ان سے بچیں۔ اسی
 طرح ان غیر ضروری یا رانہ کی مجالس سے بھی بچیں جس میں لا یعنی تذکرے ہوتے
 ہوں۔ جن کا نہ دنیوی فائدہ نہ دینی فائدہ۔

اسکے ساتھ کرنے کے کام دو قسم کے ہیں۔ مفید بالآخر اور مفید بالخطر۔ مفید
 بالآخر ذکر، شغل، مراقبہ ہیں جن میں لگنے سے فائدہ ہی فائدہ ہے خطرہ کوئی نہیں۔
 دوسری قسم میں بھی فائدہ ہو جاتا ہے مگر خطرات ساتھ لگنے ہوئے ہیں یہ تصویر شیخ، عشق

محاذی اور سایع ہیں۔

ہمارے سلسلہ میں الحمد للہ ذکر، شغل اور مرافقہ ہی ہے۔ ذکر قلبی ہی کی کثرت کرتی جاتی ہے اور موقع محل اور استعداد کے مطابق اشغال اور مرافقہ بھی تجویز کیا جاتا ہے۔ اصل ذکر ہے خواہ قلبی ہو خواہ لسانی۔ اسی سے دل مذکور (الله اعزت) کی طرف متوجہ ہو گا۔ کیونکہ اللہ پاک خود فرماتے ہیں:

فَإِذْ كُرُوفُنِيْ أَذْكُرُ كُمْ

جس کا مفہوم ہے کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ یہ تتنی بڑی بات ہے اللہ پاک ہم جیسوں کو یاد فرماؤں۔ جب اللہ پاک یاد فرماؤں گے تو اس کی توجہ ہماری طرف ہو گی تو پھر اور کیا چاہئے! ذکر قلبی کی تاثیر زیادہ ہے اور جلدی مقصود تک رسائی ہوتی ہے۔ دل جب اللہ پاک کی طرف متوجہ ہو گا تو شیطان کو بھی جرأت نہیں ہو گی۔ کیونکہ جب دل اللہ پاک کی یاد سے غافل ہوتا ہے تو شیطان دل پر مسلط ہو جاتا ہے جیسا اللہ پاک نے فرمایا ہے:-

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ، نُقِيَضُ لَهُ شَيْطَانٌ فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ

(سورۃ الرُّخْرُف)

جس کا مفہوم ہے کہ جو رحمٰن کے ذکر سے غفلت کرتا ہے۔ اس پر ہم شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اس کا ساتھی ہوتا ہے۔ اب آپ خود سوچیں کہ جب شیطان کا تسلط ہو جائے تو وہ کس طرح ہر غلطی پر اطمینان دلاتا ہے۔ غلطی کو غلطی نہیں سمجھنے دیتا تاکہ توبہ نہ کر سکے اور یہی اس کی سب سے بڑی دشمنی ہے کہ گناہ پر ندامت نہ ہونے دے (الله پاک اس کے مکروں سے ہماری حفاظت فرمائے) اس لئے بھی اللہ پاک

کے داعی ذکر کی ضرورت ہے کہ اس کو حملہ کی جرأت نہ ہو۔ اللہ پاک سے مانگا جائے کہ وہ اس ذکر سے مذکور کی طرف پہنچا دے یعنی دل کی توجہ ہر حال میں اللہ پاک ہی کی طرف لگی رہے اور یہ کثرت ذکر سے ہو گا۔ اللہ پاک اس کے پاک نام کی لذت سے آشنائی عطا فرمادیں۔ (آمین)

اس طریق میں چلنے والے بعض اشخاص پر بعض اوقات مختلف قسم کے احوال پیش آتے ہیں جو غیر اختیاری ہیں اور مقاصدِ تصوف میں سے نہیں ہیں۔ یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھنے کی ہے۔ ان احوال میں سے اگر کوئی حال بھی نہ ہو تو کوئی نقصان نہیں جب تک شریعتِ مطہرہ کی پابندی ہو رہی ہو۔ یہ احوال ہر شخص پر اس کے ذوق اور استعداد کے مطابق آتے ہیں۔ اس لئے اس کے عمومی تذکروں سے اجتناب کرنا چاہئے، کیونکہ یہ بعض اوقات عموم کو مقصود سے ہنادیتے ہیں۔ مثلاً ان کی لذت ہی کی تلاش اور انتظار میں رہتے ہیں۔

اس وقت تصوف کو آسان شکل میں پیش کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہر شخص اس کی طرف آسانی سے رغبت کر سکے۔ غیر اختیاری احوال اور مواجهہ کے تذکرے اس کو مشکل ہنادیتے ہیں۔ کشف و کرامت کا انکار نہیں، لیکن اہل حق نے کسی بھی زمانے میں ان کی طرف التفات نہیں کیا۔ ان کو اہمیت نہیں دی۔ اسی لئے اس طریق میں بھی عام دستور کے مطابق ایک ماہر، استاذ، رہبر، رہنماء کی ضرورت ہے جو اس طریق سے واقف ہو اور نفس اور شیطان کے مکروں کو سمجھتا ہو، شریعتِ مطہرہ کی پابندی کرتا ہو، کسی شیخ کامل سے تربیت حاصل کر چکا ہو اور اسکی طرف سے اجازتِ خلافت بھی ملی ہو۔ اسکی صحبت میں دین پر چلنے کی رغبت برہمنی ہو۔ اللہ العزت سے مانگا جائے

کہ ان تک رسائی ہو جائے اور انکی تربیت سے شریعت مطہرہ پر چلنے کی طبعی رغبت پیدا ہو جائے۔

ہدایات

وہ حضرات جو کسی اللہ والے سے اصلاحی تعلق جوڑنا چاہتے ہیں

(۱) جس سلسلے کی طرف میلان ہواں کے ماہر کو تلاش کیا جائے

ہمارے ہاں تربیت کے چار مشہور سلسلے رانج ہیں۔ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ۔ یہ باطنی علاج کے مختلف طریقے ہیں۔ ان میں سے جسکی طرف میلان و رغبت ہواں طریقے سے وابستہ ہو کر اپنا باطنی علاج کرایا جائے۔ یہ بالکل اسی طرح ہیں جس طرح جسمانی امراض میں علاج کے مختلف طریقے رانج ہیں۔ قدیم طب یونانی طریقہ، ہومیو پتھک، جدید میڈیکل طریقہ یا آکوپنچروغیرہ۔ مقصود سب کا ایک ہے کہ جسم صحت مند ہو کر اپنے اصلی کام کو صحیح طریقے پر سرانجام دے سکے۔ اسی طرح ان سب سلسلوں سے بھی مقصود فقط یہی ہے کہ دل صحت مند ہو کر اپنے اصلی کام میں لگے یعنی شریعت مطہرہ پر عمل کو ابھارے۔ اطاعت کی طبعی رغبت پیدا ہو اور نافرمانی سے شدید نفرت پیدا ہو۔ اب اپنا اپنا میلان ہے کسی کو کسی طریقے پر علاج کرنا اپنند ہے اور کسی کو کسی طریقے پر۔ اس لئے جس سلسلے کی طرف میلان ہوا سکے ماہر کو تلاش کیا جائے۔

(۲) تعلق جوڑے بغیر اصلاح نہیں ہوتی

ہمارے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بیعت امورِ لازمہ میں سے نہیں ہے البتہ تربیت امورِ لازمہ میں سے ہے۔ اسی لئے ہمارے ہاں سلسلے کی

دعوت نہیں ہے اور حضرت فرمایا کرتے تھے اس طریق کی اہمیت، افادیت سمجھا کر آزاد چھوڑو کہ جہاں میلان ہو وہاں اپنی اصلاح کرواؤ۔ تعلق جوڑے بغیر اصلاح عموماً ہوتی نہیں۔ ہم نہیں کہتے کہ ہمارے سلسلے میں اصلاح کرواؤ لیکن کہیں نہ کہیں تعلق ضرور جوڑلو۔

(۳) رہنماء کی تلاش کے لیے مشورہ اور دعا کا اہتمام

عوام کے لئے بعض اوقات یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوتا ہے کہ کہاں تعلق جوڑوں اس لئے کسی اہل دل، مرد صاحب، عالم سے مشورہ کر لیا جائے۔ اس سے فیصلہ کرنے میں مدد ملے گی۔ جب تک کہیں تعلق پیدا نہ ہو اصلاحی مجالس میں دل کی اصلاح کی نیت سے شرکت کرتا رہے اور اللہ پاک سے مانگتا رہے کہ جہاں میرے دل کی اصلاح ہو سکتی ہے وہاں میرا دل جہادے۔

(۴) اہل حق شیخ کی علامات

اس بات کا خیال رکھا جائے کہ علاج وہاں سے کرایا جائے جس میں اور اسکے متعلقین کی اکثریت میں شریعت کی پابندی نظر آئے اور دین دار مقی اہل علم اسکی طرف زیادہ متوجہ ہوں۔ عوام بالخصوص خواتین کی بھیز نہ دیکھی جائے۔ اس طریق میں محبت اور مناسبت شرط ہے۔ اس لئے بیعت میں عجلت نہیں کرنی چاہئے۔ چند ملاتا توں کے بعد جب دل میں محبت اور مناسبت محسوس کریں تو اصلاح کا تعلق جوڑ لیں۔

(۵) صرف دل کی اصلاح کی نیت سے تعلق جوڑا جائے

آجکل رسمی بیعت تو عام ہے۔ لیس برکت کے لئے بیعت کرتے ہیں یا اپنی دنیاوی اغراض کے لئے اللہ والوں کو تلاش کیا جاتا ہے۔ وظیفے اس لئے مانگے جاتے ہیں کہ دنیا کے اسلے ہوئے کام بن جائیں۔ اللہ والوں کی برکت سے دنیا کے کام تو

شاید بن جائیں مگر دل کی اصلاح نہیں ہوگی، جب تک کہ دل کی اصلاح کی نیت سے تعلق نہ جوڑا جائے۔ اللہ پاک کا معاملہ انسان کی اپنی دل کی نیت پر ہے۔ وہ دلوں میں جھاٹکتے ہیں جو دل سے اپنی اصلاح چاہتا ہے اللہ رب العزت اسکو خود نہیں فرماتے۔

(۶) جب تک اصلاحی تعلق قائم نہ ہو درج ذیل معمولات کو کرنے سے بھی انشاء اللہ فائدہ ہوگا:-

(الف) اذکار:-

(۱) تیراکبہ (سومرتب)

(۲) درود شریف (سومرتب)

(۳) استغفار (سومرتب)

(۴) کلام طیبہ دوسومرتبہ لا الہ الا اللہ اور بھی بھی محمد رسول اللہ ملائیں۔

(۵) قرآن حکیم کی تلاوت (حرب استعداد)

(ب) کتب کامطالعہ:-

اللہ والوں کی کتابوں کا مطالعہ دل کی اصلاح کی نیت سے کرتا رہے۔ اللہ والوں کے ارشادات کے اندر اللہ پاک نے ناشیر کھی ہے ان کے بغور مطالعہ سے دلوں میں نورانیت آتی ہے درج ذیل چند کتب بھی مفید ہیں۔

(۱) اصلاحی فصاب (منوّلہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی)

(۲) نضائل اعمال (منوّلہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا)

(۳) نضائل صدقات (.....ایضاً.....)

(۴) صحبت باللہ دل (حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی)

- (۵) اکابر کا سلوک و احسان (صوفی اقبال صاحب)
 - (۶) گناہ بے لذت (حضرت مفتی محمد شفیع)
 - (۷) تعلیم الاسلام (حضرت مفتی کنایت اللہ)
 - (۸) تسهیل الموعظ (حضرت حکیم الامت)
 - (۹) اسوہ رسول اکرم ﷺ (حضرت ڈاکٹر عبدالحی)
 - (۱۰) تسهیل قصد اسپیل (از مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ)
 - (۱۱) تصوف کیا ہے (از مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ)
 - (۱۲) حقیقت تصوف، بیعت، تبلیغ (حضرت صوفی مقبول احمد صاحب دامت برکاتہم)
- (ج) دعوت و تبلیغ:-

دعوت و تبلیغ میں اپنی اصلاح کی نیت سے جانے سے بھی دل کی اصلاح میں مدد ملتی ہے اگر صحیح اصولوں سے وقت لگایا جائے۔ اپنی استعداد کے مطابق انکی ترتیبات میں شرکت کرتا رہے۔

وہ حضرات جو اصلاحی تعلق قائم کر چکے ہیں

اب چند باتیں ان حضرات کے لئے جنہوں نے اپنا اصلاحی تعلق قائم کر لیا ہے:-

☆ اس طریق میں اپنے مرتبی و شیخ سے جتنی زیادہ محبت ہوگی اتنا ہی زیادہ فائدہ ہو گا اور محبت خود ہی آداب محبت سکھا دیتی ہے۔ ہر شیخ کی مجلس کے مختلف آداب ہیں جو انکی خدمت میں جانے آنے سے خود بخوبی معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ سب سے بڑا ادب راحت رسانی ہے۔ مثلاً کو پہچانا اور اپر عمل کرنا۔ شیخ کی توجہ کو کھینچنے والی چیز عمل ہے۔ ان کے بتائے ہوئے معمولات کی پابندی سے ان کا دل خود متوجہ ہو گا۔

☆ اس طریق میں تصنیع سے کام نہیں بنتا بلکہ بگز جاتا ہے۔ اس لئے دل کی اخلاص کے ساتھ صرف اور صرف اللہ پاک کی محبت ہی میں اس تعلق کو رکھا جائے۔

☆ اپنے حالات کی اطلاع کرتا رہے اور ان کے بتابے ہوئے ارشادات کا اتباع کرے۔ (اطلاع اور اتباع)

☆ اپنے طور پر ادھر ادھر سے پڑھ کر کوئی وظیفہ شروع نہ کرے۔ نہ ہی شیخ سے وظیفوں کی فرمائش کرے۔ بلکہ جو وظیفہ بتایا گیا ہے اس کا پابندی سے جم کر ذوق و شوق سے اہتمام کرے۔

☆ جب تک ذوق بیدار نہ ہو اپنے پر جبر کر کے ان معمولات کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔ ذوق کی بیداری کے بعد تو خود بخود آسانی ہو جاتی ہے۔ حسب استطاعت ذوق کی بیداری میں وقت لگتا ہے اور ذوق بھی ہر ایک کا مختلف ہے۔ اللہ العزت ہر ایک کی اسلی فرمادیتے ہیں۔

☆ شیخ پر اعتماد بہت ضروری ہے۔ حضرت مولانا سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں جس کا مفہوم ہے: ”جب تک شیخ کو تو لئے کی ترازو نہیں گرائے گا کام نہیں بنے گا یعنی پورا فائدہ نہیں ہوگا۔“ یعنی بیعت سے پہلے تو پورا اطمینان کر لے مگر بیعت کے بعد خواہ مخواہ عیوب کا تجسس نہ کرتا رہے۔ دل سے اپنے شیخ پر اعتراض نہ کرے۔ اعتراض فیض سے محروم کر دیتا ہے۔

☆ دورانِ تربیت مختلف احوال اور کیفیات دل پر گزرتی ہیں۔ غیر ارادی اور غیر اختیاری۔ ان کا آپس میں بھی مذکورہ نہ کیا جائے سوائے اپنے مریٰ اور شیخ کے۔ ان کو اپنی اندر ولنی کیفیات ضرور بتائی جائیں گویہ کیفیات مقصود نہیں اور اگر کوئی کیفیت

بھی نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

☆ بعض احباب کو کشف شروع ہو جاتا ہے اس کو کمال نہیں سمجھنا چاہئے۔ اس وقت زیادہ مضبوطی کے ساتھ سنت اور شریعت کے اتباع کی ضرورت ہے اور اپنے مریٰ و شیخ کی کڑی مگر انی میں رہنے کی ضرورت ہے۔ اپنے ہر کشف کو شریعت مطہرہ کی کسوٹی پر پر کھے۔ اگر اسکے مطابق ہے تو بھی محمود ہے، مقصود نہیں۔ اتباع شریعت کی ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے یہ بات اچھی طرح ذہن فشن وہی چاہئے کہ کسی کا کشف الہام خواب یا وجد ان شریعت مطہرہ کے مقابلے میں بجٹ نہیں۔ بجٹ فقط شریعت مطہرہ ہی ہے۔ یہ کشف، خواب، الہام اور وجد ان ظنی ہیں یقینی نہیں۔ ہل حق کی تحقیق ہے کہ کاشف خطرے میں رہتا ہے۔ اسلئے جس کو کشف نہیں ہوتا وہ اُسکی تمثیلہ کرے۔

☆ اپنے مریٰ و شیخ کی بتائی ہوئی کتابوں کو وظیفے کے طور پر اپنے مطالعہ میں رکھے۔ پوری کوشش ہو کہ فرض نمازیں تکمیر اولیٰ کی پابندی کے ساتھ مسجد میں ہوں اور حبِ توفیق نوافل کا بھی اہتمام کرنے کی کوشش کرے۔ اللہ پاک سے تجدیدِ توفیق مانگتا رہے۔ نماز تجدید سے خاص قربِ نصیب ہوتا ہے۔ جب تک تجدید کے لئے اٹھنا مشکل ہو عشاء کے بعد سونے سے قبل ہی چند رکعت پڑھ لی جائیں۔

☆ روزمرہ زندگی کے معاملات کو بھی علمائے کرام سے تحقیق کر کے شریعت مطہرہ کے مطابق بنانے کی کوشش کریں۔ اس کے لیے کسی ایک جگہ جہاں دل کا اطمینان ہوان مفتی صاحب سے مسائل علمی کیلئے رجوع کیا جائے۔

☆ بعض مشائخ کے ہاں تربیت کے لئے مستقل اس باقی ہیں جن کی مشق کرائی جاتی ہے۔ ان کی اہمیت افادیت اپنی اپنی جگہ پر مستقل ہے۔

☆ مراقبات اور اشغال جو تجویز کئے جاتے ہیں مختلف مشائخ کے اپنے اپنے ذوق اور مشاہدات و تجربات کی بنیاد پر ہوتے ہیں جن کی افادیت سے انکار نہیں اور یہ مختلف اشخاص کی استعداد کی بنیاد پر تجویز ہوتے ہیں۔ ہمارے حضرت مولانا غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھی بعض احباب کو یہ مراقبات و اشغال تجویز فرمائے گئے لیکن آخر میں صرف ذکر قلبی ہی کی تلقین کی جاتی تھی۔ جو مقصود کے حاصل ہونے میں مختصر ترین اور سہل ترین راستہ ہے۔ حضرت کے ہاں علیحدہ علیحدہ لاکاف پر محنت نہیں کرائی جاتی تھی اور یہ ہی مزاج حضرت حکیم الامم تھانویؒ کا تھا کہ لطیفہ، قلب میں طافت بڑھنے سے سب لاکاف کا اجراء ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہمارے سلسلہ کے ذاکر ساتھیوں کو اصل توجہ قلب پر ہی دینی چاہئے۔ اسکو ہمارے حضرت "طريق اقرب الى الملة" فرمایا کرتے تھے۔

☆ تربیت و اصلاح کے لئے اصل چیز صحبت ہے شیخ کی صحبت میں بیٹھنے سے فیض خود بخود مانا شروع ہو جاتا ہے۔ مربیٰ حقیقی اللہ کی ذات ہے وہ خود فیض پہنچاتے ہیں۔ حضرت مولانا عبد القادر راپوریؒ فرماتے ہیں صحبت تو اکیلی بھی نافع ہے۔ مگر ذکر اللہ کا بغیر صحبت کرنا فرع ہونا شاذ ہے۔ صحابہ کرامؐ نے صحبت ہی سے فیض پایا۔

☆ ہمارے حضرت جیؓ کے ہاں اخیر زمانہ میں معروف توجہ دینے کا طریقہ نہیں رہا تھا بلکہ فرماتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے اللہ سے رخ موز کر کسی کی طرف توجہ کروں۔ اور فرماتے تھے کہ صرف ارادے سے فیض پہنچتا ہے۔ مجلس میں بیٹھنے سے من جانب اللہ دلوں میں فیض آنا شروع ہو جاتا ہے اور یہ ہی مزاج حضرت تھانویؒ کا تھا۔

وہ احباب جن کو اجازت بیعت وارشاد مل گئی ہے

☆ جن احباب کو اجازت مل جائے خواہ حلقہ ذکر کی ہو یا بیعت کی اس کو مکمل نہ کبھیں بلکہ یہ بہت اہم ذمہ داری سپر ہوتی ہے۔ یہ اپنی اصلاح سے کسی وقت بھی نافل نہ ہوں۔ چونکہ اجازت بھی شیخ غلبہ ظن کی بناء پر دینا ہے اس وقت کی موجودہ حالت کے اعتبار سے اجازت دینا ہے چونکہ نفس اور شیطان پیچھے لگے رہتے ہیں اس لئے خطرہ مستقل موجود ہے۔ ان احباب کو اپنا محاسبة مستقل کرتے رہنے کی زیادہ ضرورت ہے کہ اپنے اندر میں جھانکتے رہیں اور اللہ العزت ہی سے مدد اور توفیق مانگتے رہیں۔ بسا اوقات دوسروں کی اصلاح کی فکر میں اپنے عیوب کی طرف نظر نہیں جاتی اس لئے مستقل ڈرتے رہنے کی ضرورت ہے۔ اور اپنے عیوب کا استحضار دوسروں کے عیوب دیکھنے سے روک دے۔ اپنی کوتا ہیوں کی تاویل نہ کی جائے بلکہ ان کا مدارک فوری توبہ و ندامت سے کیا جائے۔

☆ جو کتابیں شیخ تجویز کرے انکو اپنی تربیت کے لئے دل کی اصلاح کی نیت سے مستقل مطالعہ میں رکھے اور اپنے مریٰ و شیخ سے مسلسل رابطے میں رہے کوشش ہو کہ دل کی توجہ انلب اوقات میں اللہ العزت کی طرف رہے۔ جس کے لئے ذکر قلبی، شغل جوش تجویز کرے اس پر زیادہ محنت کرنی ہوگی۔

☆ اپنی اندر ونی ہر حالت کی اپنے مریٰ و شیخ کو ضرور اطلاع کرے خواہ اچھی ہو یا بُری۔

☆ کبھی کبھی ذکر یا اعمال میں تیگی پیدا ہوتی ہے جسے قبض کہتے ہیں اس سے گھبرائے نہیں۔ یہ قبض بعض اوقات کسی سبب سے ہوتا ہے اور بعض اوقات بلا سبب۔

اگر دل میں جہان کا جائے، غور و فکر کیا جاتے تو اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ سب سے ہے یا بلا سبب۔ اگر اسکا سبب کوئی کوتا ہی ہو، معصیت ہو تو فوراً توبہ سے اس کا مدارک کرے۔ اگر سبب معلوم نہ ہو تو صبر کرے اور سکون سے رہے اور یہ سمجھے کہ اللہ العزت یہ حالتِ قبض اس لئے ہیں کہ حالتِ اسط کی قدر ہو۔

☆ حالتِ اسط کے اندر جو خوشی ہوتی ہے دلجمی نصیب ہوتی ہے اور اطاعت میں خوب دل لگتا ہے۔ اس پر اترائے نہیں اسے اللہ العزت کا خاص عطا یہ سمجھے کہ اس نے محض اپنے فضل سے یہ کیفیت عطا فرمائی۔

☆ قبض و سلط دونوں حالتیں یکے بعد دیگرے آتی ہی رہتی ہیں۔ قبض میں گھبراۓ نہیں، سلط میں اترائے نہیں۔ ان دونوں حالتوں میں اپنے اعمال میں اخلاص کے ساتھ لگے رہنے کی ضرورت ہے۔ محققین کی تحقیق ہے کہ قبض میں زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ نفس کی زیادہ اصلاح ہے۔ حکیم الامم حضرت تھانویؒ تو فرماتے تھے کہ اپنے متعلقین میں اسکا میں انتظار کرتا ہوں اور جب یہ کیفیت کسی کے اندر پیدا ہوتی ہے تو میں خوش ہوتا ہوں۔

☆ کچھ نہ کچھ وقت خلوت کے لئے ضرور فارغ کرنا چاہئے خواہ قلیل ہی ہو۔ اس میں دل کی توجہ کے ساتھ ذکر میں مشغول ہونا اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

☆ قرآن کی تلاوت بھی زیادہ سے زیادہ کرنے کی کوشش کریں۔ اور اللہ پاک سے نورِ حقیقت قرآن کا سوال کریں۔

☆ یہ حضرات درج ذیل کتب بھی مطالعہ میں رکھیں۔

(۱) امداد السلوک (حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ)

- (۲) اکمال اشیم (شیخ عطاء اللہ سکندری)
- (۳) تربیت الساکن (حضرت مولانا اشرف علی تھانوی)
- (۴) ملفوظات حضرت حکیم الامم
- (۵) تذکرہ مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی (مولانا سید ابو الحسن علی ندوی)
- (۶) اصلاحی خطبات (حضرت مفتی قیقی عثمانی دامت برکاتہم)
- (۷) مکاتیب رسیدیہ (مولانا عاشق الہی میر بھی)
- (۸) فیوضی زیدانی (ترجمہ از مولانا عاشق الہی میر بھی)
- (۹) مکتباتِ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی
- (۱۰) مکتباتِ معصومیہ

آخر میں مجدد الف ثانی کا ارشاد نقل کیا جاتا ہے جو بار بار سننے کا ہے۔

فرماتے ہیں:-

”اللہ تعالیٰ نے مجھے علوم ظاہرہ سے سرفراز فرمایا، حدیث پڑھی، تفسیر پڑھی، فقہ پڑھی، کویا تمام علوم ظاہرہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے مجھے کمال بخشنا، اس کے بعد خیال ہوا کہ یہ دیکھنا چاہئے کہ صوفیاء کرام کیا کہتے ہیں؟ ان کے پاس کیا علوم ہیں۔ چنانچہ انکی طرف متوجہ ہو کر ان کے علوم حاصل کئے۔ صوفیاء کے جو چار سلسلے ہیں، سہروردیہ، قادریہ، چشتیہ اور نقشبندیہ ان سب کے بارے میں دل میں یہ جتنجو پیدا ہوتی کہ کونسا سلسلہ کیا طریقہ تعلیم کرتا ہے؟ سب کی سیر کی اور چاروں سلسلوں میں جتنے اعمال، اشغال، جتنے اذکار، جتنے مرافقات، جتنے چلے ہیں۔ وہ سب انجام دیئے۔ سب کچھ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا مقام بخشنا کہ خود سرکار

دو عالم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے مجھے خلعت پہنایا، پھر اللہ تعالیٰ نے اتنا اوپر مقام بخشا کہ اصل کو پہنچا، پھر اصل سے ظل کو پہنچا، حتیٰ کہ میں ایسے مقام پر پہنچا کہ اگر اس کو زبان سے ظاہر کروں تو علماء ظاہر مجھ پر کفر کا قتوی لگادیں اور علماء باطن مجھ پر زندقی ہونے کا قتوی لگادیں۔ لیکن میں کیا کروں اللہ تعالیٰ نے مجھے واقعتاً اپنے فضل سے یہ سب مقامات عطا فرمائے۔ اب یہ سارے مقامات حاصل کرنے کے بعد میں ایک دعا کرتا ہوں اور جو شخص اس دعا پر آمین کہہ دے گا انشاء اللہ اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی وہ دعا یہ ہے کہ:

”اے اللہ مجھے نبی اکرم ﷺ کی سنت کی اتباع کی توفیق عطا فرم۔ آمین۔“

اے اللہ مجھے نبی کریم ﷺ کی نسبت پر زندہ رکھ۔ آمین۔

اے اللہ مجھے نبی کریم ﷺ کی نسبت ہی پر موت عطا فرم۔ آمین۔“

بہر حال تمام مقامات کی سیر کرنے کے بعد آخر میں نتیجہ یہ ہی ہے کہ جو کچھ ملے گا وہ نبی اکرم ﷺ کی اتباع میں ملے گا۔ حضرت مجدد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں تو سارے مقامات کی سیر کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا، تم پہلے دن پہنچ جاؤ۔ پہلے دن ہی اس بات کا رادہ کرلو کہ نبی کریم ﷺ کی جتنی سنتیں ہیں ان پر عمل کروں گا پھر اس کی برکت اور نورانیت دیکھو گے۔ پھر زندگی کا لطف دیکھو گے۔“

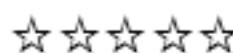
(ما خود از اصلاحی خطبات صفحہ ۲۱۳-۲۱۴، جلد ۵۔ حضرت مفتی آفی عثمانی صاحب)

یہی حال ہمارے حضرت جیؓ کا اخیر عمر میں تھا اسلئے بیعت کے اندر یہ الفاظ بھی کہلواتے تھے کہ یہ بیعت شریعت کی بیعت ہے۔ ہمارے حضرت کا ایک فارسی میں شعر ہے۔

چوں حضور شاہزادہ بالغ شدہ
از تعین شعبہا فارغ شدہ

یعنی اس طریق میں جواز کار، اشغال اور مراقبات بتائے جاتے ہیں ان سے مقصود دل میں حضوری کی کیفیت کا حاصل کرنا ہے جب یہ حاصل ہو گئی اور اٹلب اوقات میں رہنے لگے تو ان اشغال کی چھٹی۔ اب وہ ہی مسنون، ما ثور معمولات کی پابندی زندگی بھر کرنی ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو اس کی حقیقت نصیب فرمائے اور عمل کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین

اس طریق میں سلسلہ کا شجرہ بھی محفوظ رکھا جاتا ہے۔ جس کا مقصد اپنی نسبت کا حضور اقدس ﷺ تک پہنچانا تھا کہ معلوم ہو جائے کہ اس سلسلہ میں کوئی بدعتی شامل نہیں۔ اپنے محسنین کو یاد رکھنا کہ یہ مبارک ہستیاں ہیں جنہوں نے حضور اقدس ﷺ سے ہمارے زمانے تک اس طریق کو محفوظ رکھا۔ زمانے کی آلودہ نضاوں سے بچایا اور ہم تک پہنچایا۔ ان کے ممنونیت کے جذبات سے دعا کو ہونا چاہیے کہ اللہ پاک اس کی بہترین جزاں کو عطا فرمائے۔



اب آخر میں اپنے سلسلہ مجددیہ بنوریہ کا شجرہ اور بزرگوں کا مختصر تعارف تحریر کیا
جاتا ہے جو ہمارے حضرت مولانا غلام ربائی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب فرمایا تھا۔

شجرہ شریف سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ

- - - - -

سیدنا غلام ربائی رحمۃ اللہ علیہ نے مخطوط فرمایا
احمد و صدیق و مسلمان قاسم است و حضرات
باپ زید و بو الحسن زو بو علی تاج سراست
یوسف است و عباد و ابی عارف و محمود هم
از علی رمیتنی ساس شمس خاور است
شاهکلال است و بهاء الدین علاء الدین ولی
خواجہ یعقوب و عبد اللہ به نصلی داور است
زاهد و درویش و خواجہ املکی باقی بحق
احمد و آدم بنور و شیخ سعدی رزبر است
خواجہ تحسینی است هم عبدالشکور عبد الرزاق
حضرت محمد صفا و فقیر محمد انور است
شمس الدین مولا شده جان خریدار غلام
فیض نامت یا خدیا در درونم خوشنیر است
شمس الدین مولا شده جان خریدار غلام
صوفی مقبول احمد نقشبندی نوکر است

ا-حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

شفع المذین رحمة للعالمین محبوب رب العالمین حضرت محمد ﷺ کی حدیث ہے:
 ”لَوْلَا مَا خَلَقَ لِلَّهِ نُورٌ وَكَنْتَ نَبِيًّا وَآدَمَ بَنِيَّنَ لِلَّمَاءِ
 وَالْأَطْيَنِ“

سب سے اول اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا اور میں
 پیغمبر تھا اس وقت جب کہ آدم پائی اور مٹی میں تھے
 اسم گرامی محمد واحمد ﷺ۔ کنیت ابو قاسم، والد ما جد عبد اللہ بن عبد المطلب بن
 باشی بن مناف، والدہ ما جدہ آمنہ بنت وہب۔

ولادت بسا سعادت مکہ معظمه میں ۱۲ اریج الاول کو ہوئی۔ آپ کا سن شریف
 صرف دو ماہ ہی کا تھا کہ آپ کے والد ما جد کا انتقال ہو گیا۔ ۶ برس کے تھے کہ آپ کی
 والدہ شریفہ نے انتقال کیا۔ ۸ سال کے ہوئے تو آپ کے والدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔
 جب آپ کا سن مبارک ۲۵ برس کا ہوا تو خدیجہ الکبریٰ خود اپنی درخواست سے آپ
 کے نکاح میں داخل ہوئیں۔

۳۰ برس کی عمر میں نبوت عطا ہوئی۔ سب سے پہلے جوانوں میں حضرت
 ابو بکرؓ ایمان لائے۔ عورتوں میں خدیجہ الکبریٰ، لڑکوں میں حضرت علیؓ بعد ازاں حضرت
 ابو بکرؓ کی ترغیب سے حضرت عثمانؓ نے اسلام قبول کیا۔

نبوت کے دو سویں سال آپ کے پچھا ابو طالب اور حضرت خدیجہ الکبریٰ کا
 انتقال ہوا۔ نبوت کے بارہویں سال آپ کو بتارخ ۲۷ ربیع الاول میں مراجع ہوئی۔ ۱۳ سال
 بعد بتارخ ۱۲ اریج الاول مدینہ کو ہجرت فرمائی۔

حدیث میں وارد ہے کہ مسجد نبویؐ کی تعمیر میں آپؐ نے ایک پتھر اپنے دست مبارک سے رکھ کر حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ اس کے بعد ایک پتھر تم رکھو۔ اور حضرت ابو بکرؓ کے پتھر کے پاس حضرت عمرؓ اور حضرت عمرؓ کے پتھر کے پاس حضرت عثمانؓ سے رکھوایا اور فرمایا حصہ اراء الخلافاء من بعدی (یہ لوگ خلیفہ ہوں گے میرے بعد)۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بھرت کے دوسرے سال ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے اور اسی سال آپؐ کو حکم جہاد ہوا۔ ۲ اربع الاول اسن بھری دوشنبہ کو دوپہر ڈھلنے آپؐ کا وصال ہوا۔ اللہ ہم صل علی سیدنا محمد و بارک وسلم

۲-حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیقؓ

اسم گرامی عبد اللہ، لکنیت ابو بکر، والد کا اسم گرامی عثمان، والدہ کا اسمی۔

آپؐ کی ولادت با سعادت سال فیل سے دو سال اور کچھ کم چار مہینے کے بعد ہوئی۔ ساتویں پشت میں آپؐ کا نسب جناب رسول ﷺ سے جاتا ہے۔ آپؐ کی عمر ۱۸ سال کی تھی کہ پیغمبر خدا ﷺ کی صحبت سے شرف ہوئے، نوجوانوں میں سب سے پہلے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، تین پشتوں کو صحابت کا شرف حاصل ہوا۔ بیان کے بعد تمام دنیا کے انسانوں سے افضل ہیں۔ حضور ﷺ سے نایت درجہ کا عشق تھا۔ مگر، کتبہ، جائیدا اور مال حضور ﷺ پر قربان کر دیا۔ حضور ﷺ نے مرض وفات میں آپؐ کو اپنا جانشین بننا کر اپنے مصلے پر کھڑا کیا۔ ”خليفة الرسول“ صرف آپؐ کے لیے بولا گیا۔ اسلام لانے سے پہلے چالیس ہزار نقد موجود تھا۔ مسلمانوں کے حکمران کی حیثیت سے انقال ہوا تو مگر میں اتنا بھی نہ کھا تھا کہ نیا کفن خریدا جاسکتا۔ ۶۳ سال

کی عمر میں ۱۳ جمادی الآخرہ ۱ ہجری کو وفات پائی اور حضور ﷺ کے پہلو میں آرام گاہ نصیب ہوئی۔

۲۔ حضرت سلمان فارسی

اسم گرامی سلمان، کنیت ابو عبد اللہ، وطن فارس۔

پہلے آتش پرست تھے، پھر عیسائی ہوئے۔ کئی راہبوں کے پاس حق کی تاش میں سرگردان رہے۔ آخری راہب نے انہیں حضور ﷺ کے متعلق بتایا۔ چنانچہ ایک تافلے کے ساتھ مدینہ روانہ ہوئے۔ اہل تافلہ نے انہیں مدینے کے ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ حضور اقدس ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت سلمان آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے اور حضور ﷺ ہی کے ہو رہے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ نے ان کو اپنے یام خلافت میں مائن کا گورنر مقرر کیا اور پانچ ہزار درہم بہت المال سے مقرر کر دیئے۔ مگر آپؐ تمام روپیہ حاجت مندوں میں تقسیم کر دیتے اور خود بھجور کے پتوں کی چیزیں بنانے کر گزر اوقات کرتے تھے۔

آپؐ کے پاس ایک کملی اونٹ کے بالوں کی تھی۔ دن کو اسے اپنے اوپر لپیٹ لیا کرتے اور رات کو اوڑھ لیا کرتے تھے۔ رجب ۱۳ شہر مائن میں وفات پائی۔

۳۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ

اسم گرامی قاسم بن محمدؓ۔

علم باطن میں آپؐ کو حضرت سلمان فارسیؓ سے انتساب ہے اور اپنے جد بزرگوار کی نعمت ان سے حاصل کی۔ اپنی بچوں بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے تربیت پائی،

آپ حضرت امام زین العابدینؑ کے خالہ زاد بھائی تھے، آپ کا سن شریف ۲۰ سال
ہوا۔ ۲۰۲۱ھ میں انتقال فرمایا۔

۵-حضرت امام جعفر صادقؑ

اسم گرامی جعفر صادقؑ۔

آپ کو علم باطن میں اپنے نانا امام قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ اور اپنے دادا امام زین العابدینؑ سے انساب ہے۔ آپ سادات اہل بیت سے تھے۔ آپ حضرت بالقریؓ کے صاحبزادے ہیں۔ صحیح تابعین میں سے ہیں، آپ کی والدہ حضرت صدیق اکبرؓؑ نواسی تھیں۔ آپ کی امامت و سیادت پر سب کا اتفاق ہے۔ مدینہ منورہ میں آپ ظاہری اور باطنی علوم کا مرکز تھے۔ بعد ازاں عراق تشریف لے گئے اور وہاں مدت تک قیام فرمایا۔ ۲۵ شوال ۲۳۸ھ کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

۶-حضرت سلطان العارفین بائزید بسطامیؑ

اسم گرامی طیمور بن عیسیؑ۔

۲۳۶ھ کو پیدا ہوئے، آپ کو امام جعفر صادقؑ سے انساب ہے، آپ کے دادا پہلے آتش پرست تھے بعد میں مسلمان ہوئے، ۳۰ سال تک شام کے جنگلوں میں معروف ریاضت رہے، آپ گوئے مرتبہ وطن سے نکلا گیا، جس وقت نماز پڑھتے ان کے سینے کی ہڈیوں سے بیہت حق و تعظیم شریعت سے ایسی زور سے آواز انکتی کہ لوگوں کو سنائی دیتی۔ آپ کے گھر سے مسجد تک ۳۰ قدم کا فاصلہ تھا۔ مگر بوجہ تعظیم بھی راہ میں نہیں تھوکا۔ ۵ اشوال ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔

٧۔ حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی

آپ کا اسم گرامی علی بن جعفر اور کنیت ابو الحسن ہے۔

آپ کو تصوف میں بطریق اویسیت حضرت سلطان العارفین بازیزید بسطامی سے انتساب ہے، آپ کی ولادت حضرت بازیزید بسطامی کی وفات کے بعد ہوئی۔ منقول ہے کہ حضرت بازیزید بسطامی جب خرقان سے گزرتے تو فرماتے کہ یہاں سے دوست کی خوبیوآتی ہے۔ منقول ہے کہ چالیس سال تک آپ نے سرتیجی پر نہیں رکھا اور صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی۔

سلطان محمود غزنوی کو آپ سے بڑی عقیدت تھی۔ حکیم بوعلی سینا آپ کی بزرگی اور کرامت کے تأمل تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی وراثت کے معنی یہ ہیں کہ ہر فعل میں حضور اقدس ﷺ کی پیروی کی جائے۔ خرقان میں ۱۵ رمضان المبارک ۲۲۵ھ میں رحلت فرمائی۔

٨۔ شیخ ابو علی فارمدی

شیخ ابو علیؒ کو تصوف و سلوک میں خواجہ ابو الحسن خرقانی اور شیخ ابو القاسم گرانی طوی سے انتساب ہے۔ مجتہد الاسلام امام غزالیؒ آپ ہی سے بیعت تھے اور آپ ہی کے تربیت یا فتنہ تھے۔ طوس میں ۲۰ ربیع الاول ۷۲۷ھ / ۱۳۱۵ھ میں وفات پائی۔

٩۔ حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی

حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانیؒ کو تصوف میں خواجہ فارمدی سے انتساب ہے۔ امام گرامی یوسف کنیت ابو یعقوب ہے۔ خرقش عبد اللہ چاپنی سے پہنا اور شیخ حسن سمنانی کی صحبت میں بھی حاضر رہے۔ علم حدیث میں قدرت کامل حاصل تھی۔

حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ بھی آپ کی صحبت میں رہے۔ اور خواجہ معین الدین چشتیؒ بھی حاضر رہے ہیں، آپ پانچویں صدی کے مجدد تھے۔ بغداد، سمرقند، اصفہان، بخارا اور ہزارسان وغیرہ کے لوگ آپ سے مستفیض ہوئے۔ ۶۰ سال سے زیادہ مسند ارشاد پر قائم رہے اور قبولیت عظیم پائی۔ اپنے وقت کے غوث تھے۔ سالہا کوہ آذر میں مقیم رہے اور عادت تھی کہ سوائے جمعہ کے باہر تشریف نہ لاتے تھے۔ ولادت ۱۲۳۰ھ میں ہوئی اور رجب ۱۳۵۵ھ میں وفات پائی۔ مزار مبارک مروہ میں ہے۔

۱۰۔ خواجہ عبدالخالق شجد و اُمیٰ

خواجہ عبدالخالق شجد و اُمیٰ حضرت امام مالکؓ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی والدہ سلطان روم کی نسل تھیں۔ آپ کے والد بزرگوار امام کبریٰ عبد الجلیلؓ اولیاء کرام سے تھے اور حضرت خضر کے صحبت دار تھے۔ آپ بدعت سے سخت متنفر تھے اور سنت کے کمال درجہ قبیع تھے، کم بولنے، کم ملنے اور کم کھانے اور کم سونے کی خصوصیت سے وصیت فرمائی، طریقہ نقشبندیہ کا آٹھ کلمات：“ہوش دردم باظر بر قدم، سر در وطن، خلوت در اشیاع، بازگشت، نگاہ داشت، یادداشت، یاد کرد”۔ آپ ہی کے مقرر کردہ ہیں۔ اول ۱۴۵۷ھ کو وفات پائی۔ آپ کامبارک مزار شجد و ان بخارا کے قریب ہے۔

۱۱۔ حضرت خواجہ محمد عارف ریوگریؒ

حضرت خواجہ محمد عارف ریوگریؒ حضرت خواجہ عبدالخالق شجد و اُمیٰ کے خلفاء میں سے تھے۔ تھیات ان کی خدمت میں حاضر رہے اور فائدہ باطنی حاصل کیا۔ علم و عمل، زحد و تنوی، ریاضت و عبادت، متابعت سنت میں شان عالی رکھتے تھے۔ تصوف میں عارف نامہ آپ کا رسالہ موسیٰ زینی شریف (ڈیرہ غازی خان) میں موجود

ہے۔ آپ کی وفات کیم شوال ۱۲ھ میں ہوئی۔ جائے پیدائش اور جائے مدفن قصبه ریوگر ہے جو شہر بخارا سے اٹھارہ میل کے فاصلے پر ہے۔

۱۲۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغوی

حضرت خواجہ محمود حضرت خواجہ عارف ریوگری کے افضل و اکبر خلفاء میں سے ہیں۔ جب خواجہ عارف کا آخری وقت آیا تو آپ نے ان کو اپنا خلیفہ بنایا اور دعوتِ خلق کی اجازت دی، آپ کی جائے ولادت قصبه انجیری فغوی میں ہوئی جو متصل بخارا واقع ہے۔ آپ نے مقتضائے مصلحت ذکر جہر تعلیم کیا، آپ پہلے شخص تھے جنہوں نے اس سلسلے میں ذکر جہر شروع کیا اور نہ خوجہ عبدال تعالیٰ اور خواجہ عارف ذکر جہرنہ کرتے تھے۔ لیکن حضرت سید امیر کلاں سے جب حضرت خواجہ بہاؤ الدین بیعت ہوئے تو علمائے بخارا کو آپ نے حضرت سید امیر کلاں سے رجوع کرایا اور جب علماء نے ذکر جہر کو بدعت قرار دیا تو اس کے بعد ذکر فخی کی تعلیم ہونے لگی، آپ نے ربيع الاول ۱۵۷۶ھ میں وفات پائی۔

۱۳۔ حضرت خواجہ علی رامیتینی

حضرت خواجہ علی رامیتینی حضرت خواجہ محمود انجیر فغوی کے خلیفہ تھے۔ جب ان کا وقت قریب پہنچا تو انہوں نے حضرت علی رامیتینی کو خلافت پر دیکی۔ آپ حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے اور ان ہی کے اشارے سے خواجہ محمود کے مرید ہوئے تھے۔

آپ قصبه رامیتین میں پیدا ہوئے جو بخارا سے دو کوس کے فاصلے پر ہے۔ آخری عمر بخارا اور پھر خوارزم میں آگئے۔ اہل طریقت آپ کو حضرت عزیزان کہتے

ہیں۔ حضرت عزیزان اساجی کیا کرتے تھے، آپ سے کسی نے دریافت کیا ایمان کے کہتے ہیں، آپ نے اپنے پیشہ کی مناسبت سے فرمایا ”کندن و پیوستن“ توڑنا جوڑنا یعنی خلق سے توڑنا اور خالق سے جوڑنا۔ فرمایا اگر خوبجہ عبدالخالق کا کوئی فرزند ہوتا تو منصور حاج سولی سے بچ جاتے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کو محبت رکھو، اور اگر ممکن نہ ہو تو ایسے کے ساتھ محبت رکھو جو اللہ کے ساتھ محبت رکھتا ہو۔

آپ نے ۲۸ ذی قعده ۱۵۵۷ھ میں انتقال کیا اور ۱۳۰۰ سال کی عمر پائی۔ آپ کیا مدفن خوارزم میں ہے۔

۱۴۔ حضرت خوبجہ محمد بابا سماسی

حضرت خوبجہ علی رامیقیؒ کے خلافاء تھے، جب ان کا آخر وقت پہنچا تو آپ نے اپنے اصحاب میں حضرت بابا کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور فرمایا کہ انکی ملازمت و متابعت کرو۔ استغراق و بیخودی آپ کو بد رجہ، غایت تھی۔ سماں میں آپ کا ایک باغ تھا۔ گاہے گاہے آپ انکی تاک کے شاخ کا نا کرتے تھے اور شاخ کا نتے کا نتے بے خود ہو جاتے تھے اور وہ اندازے سے زیادہ کٹ جاتی تھی۔ آپ قصبه سماں میں پیدا ہوئے جو بخارا سے ۹ میل دور ہے۔ حضرت شاہ نقشبند گوآپ نے اپنا بیٹا بنالیا تھا اور فرماتے تھے کہ یہ بیٹا عنقریب مقتدہ اہوگا۔ ۱ جمادی الآخر ۱۵۵۷ھ کو سماں میں وفات پائی۔

۱۵۔ حضرت سید امیر کلال

حضرت سید امیر کلالؒ اہل خلافاء حضرت خوبجہ محمد بابا سماسیؒ سے ہیں۔ آپ سید صحیح نسب تھے۔ حضرت امیر کلالؒ کو جوانی میں گشتنی کا بہت شوق تھا ایک روز حضرت

بابا سماسی کا گز ران کے الھاڑے سے ہوا آپ وہاں پھر گئے اور فرمایا اس معرکہ میں ایک مرد ہے جس سے بندگان خدا کو فیض پہنچے گا۔ میں اسی کے شکار میں کھڑا ہوں۔ اسی اثناء میں آپ نے سید امیر کال گودی کھا جو بہت متاثر ہوئے چنانچہ فی الفور معرکہ کشتنی چھوڑ کر حضرت خواجہ کے ہمراہ ہو لیے۔ آپ حضرت بابا کی خدمت میں ۳۰ برس رہے آپ کی وفات صحیح کی نماز کے وقت بروز پنج شنبہ تاریخ ۸ جمادی الاول ۱۴۷۶ھ بھری میں ہوئی۔

۱۶-حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کا انتساب بحسب ظاہر حضرت امیر کال سے ہے اور فی الحقيقة آپ حضرت خواجہ عبدالخالق نجد والی کے اویسی ہیں اور ان کی روح پاک سے تربیت پائی۔ آپ کی ولادت با سعادت ماہ محرم ۸۰۸ھ کو قصر بندوان میں ہوئی۔ چھوٹی عمر ہی سے آثار ولایت و انوارِ کرامت پیشانی مبارک سے ظاہر تھے۔ حضرت خواجہ بابا سماسی نے آپ کی پیدائش سے پہلے ہی آپ کی علوشانی کی بشارت دی تھی اور جب قصر بندوان پر گزر ہوتا فرمایا کرتے کہ قصر بندوان، قصر عارفان ہو۔ اس جگہ سے ایک مرد کی بوآتی ہے۔ چنانچہ آپ کی ولادت کے تین دن بعد آپ کو حضرت خواجہ محمد سماسی کے پاس لے گئے۔ انہوں نے آپ کو اپنا بیٹا بنایا۔ اپنے جلیل القدر خلیفہ حضرت امیر کال کے سپرد کر کے فرمایا کہ میں تم کو معاف نہیں کروں گا اگر تم نے ان کی تربیت میں دربغ کیا۔

نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ دوسری مرتبہ حج کو جانے لگے تو صرف مولانا زین العابدین قدس سرہ سے ملاقات کے واسطے ہرات گئے اور تین روز تک ان سے

صحبت گرم رہی۔ ایک روز بعد نماز صبح مولانا نے حضرت خواجہ سے کہا۔ ”برائے ماہم اے خواجہ نقشبند“۔ یعنی اے خواجہ ہماری طرف بھی توجہ فرمائیے۔ حضرت خواجہ نے توضع کے طور پر فرمایا ”آمدیم تاقش بریم یعنی ہم تو توجہ لینے آئے تھے“۔ غالباً اسی روز سے حضرت کا لقب ”نقشبند“ ہوا آپ طریقہ نقشبندیہ کے امام ہیں۔

حضرت خواجہ گی کرامات بے شمار ہیں۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے کرامت طلب کی، فرمایا کرامت ظاہر ہے کہ باوجود اس قدر گناہوں کے زمین پر چلتا ہوں اور دھنس نہیں جاتا۔

نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ زیارت بیت اللہ کو گئے۔ حاجیوں نے روز عید قربانی کی۔ فرمایا ہم بھی قربانی کرتے ہیں۔ ایک لوگ کا ہے اسی کو قربان کیا۔ بخارا واپسی پر معلوم ہوا روز عید قربان اپ کے لئے کا انتقال ہو گیا تھا۔

آپ نے تہذیر بر س کی عمر میں بتاریخ ۳ ربیع الاول ۱۹۷۴ء بر و ز دوشنبہ انتقال فرمایا۔

۲۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین

حضرت خواجہ علاؤ الدین، حضرت خواجہ نقشبند کے خلیفہ اول نائب مطلق اور داماد تھے۔ علم شریعت میں کامل تھے اور اتباع سنت پر ایک خاص شان رکھتے تھے۔ آپ کی وفات ۲۰ ربیع الاول ۱۸۰۲ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک موضع جنائزیاں میں ہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے ایک مرید نے خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انواع کی مہربانیاں فرمائی ہیں۔ جملہ ازاں ایک یہ ہے کہ جو کوئی پا یس فرسنگ میری قبر کے گرد فن ہو گا وہ بخشاجائے گا۔

۱۸۔ حضرت خواجہ یعقوب چرخی

حضرت خواجہ یعقوب چرخی کو اگرچہ اجازت حضرت خواجہ نقشبند سے ہوئی لیکن چونکہ آپ کی تحریک حضرت خواجہ علاء الدین عطار سے ہوئی اس سبب سے ان ہی کے خلیفہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ صاحب تصنیف اور تفاسیر گزرے ہیں۔ ۵ صفر ۱۷۲۶ھ میں انتقال فرمایا اور بمقام بلغور دفن ہوئے۔

۱۹۔ حضرت مولانا عبداللہ احرار

آپ کی ولادت رمضان المبارک ۱۷۰۷ھ میں یا غستان تاشقند میں ہوئی۔ آپ کے جداً مجد خواجہ شہاب الدین نے جو قطب وقت تھے۔ دم آخر انہیں اپنے پاس بلایا۔ آپ اس وقت بہت کم سن تھے۔ جب ان کے پاس گئے تو وہ انہیں دیکھ کر تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے اور گود میں لے لیا۔ پھر فرمایا کہ اس فرزند کے بارے میں مجھ کو بشارت نبوی ہے کہ یہ پیر عالمگیر ہو گا اور اس سے طریقت و شریعت کو روشنی ہو گی۔ آپ کو نسبت باطنی خواجہ یعقوب چرخی سے ہے۔ آپ اس صدی کے مجدد تھے۔ کاشتکاری آپ کا پیشہ تھا۔ مولانا جامی آپ کے خلافاء میں سے ہیں۔ آپ بھی اس طریقہ نقشبند کے اماموں میں سے ہیں۔ آپ کے پاس دنیاوی اسباب و سامان بہت تھا۔ چنانچہ آپ کے گھوڑوں کے باندھنے کی میخیں سونے چاندی کی تھیں، لیکن آپ کو ان سے مطلق تعلق نہیں تھا، چنانچہ آپ فرماتے تھے کہ میخیں مٹی میں گاڑی جاتی ہیں نہ کہ عارف کے دل میں۔ آپ نے ربيع الاول ۱۷۹۵ھ میں وفات پائی۔ مزار مبارک سمرقند میں ہے۔

۲۰۔ حضرت مولانا محمد زاہدؒ

حضرت مولانا محمد زاہدؒ کا انتساب حضرت خواجہ عبداللہ احرارؒ سے ہے۔ آپ مولانا یعقوب چنئیؒ کے نواسے تھے، اور ان کے کسی خلیفہ سے ذکر و تعلیم حاصل کر کے کوشہ اختیار کیا اور مشغول ریاضت و مجاہد ہوئے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ احرارؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کی وفات ربيع الاول ۹۳۶ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک حصار میں ہے۔

۲۱۔ حضرت مولانا محمد درویشؒ

حضرت مولانا محمد درویشؒ مولانا زاہدؒ کے بھانجے اور خلیفہ ہیں، انہیں اپنے ماموں سے انتساب تھا۔ ورع۔ تقدیمی اور تحمل میں شان عظیم رکھتے تھے، درس قرآن مجید فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی وفات محرم ۱۴۰۷ء میں ہوئی۔ مزار مبارک اصفراز میں ہے۔

۲۲۔ حضرت خواجہ محمد املنگیؒ

آپ حضرت مولانا درویشؒ کے حاجززادے اور خلیفہ ہیں اور آپ کو اپنے والد بزرگوار سے انتساب ہے اور انہی کی تربیت سے مقام حکیمی و ارشاد کو پہنچے۔ ۳۰ سال تک اپنے والد کی منڈپ پر رہے۔ باوجود یہ کہ آپ عمر سیدہ تھے اور آپ کے ہاتھ کا نپتے تھے، لیکن مہماںوں کے واسطے خود کھانا لاتے تھے۔ بلکہ بعض اوقات مہماںوں کے خادم اور سواریوں کی بھی خود خبرگیری کیا کرتے تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ ترین اور قابل تقلید یادگار تھے۔ آپ ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے ار ۱۹۰۸ء میں رحلت فرمائی۔ مزار مبارک قصبه املنگ میں ہے۔

۲۳۔ حضرت خوبہ محمد باقی

حضرت خوبہ محمد باقی عرف باتی باللہ کو حضرت خوبہ امکنگی سے انتساب ہے۔ آپ کا وطن سرقتہ ہے۔ ولادت کا بل میں ہوئی۔ آپ اس طریقے کے پہلے بزرگ ہیں، جو ہندوستان تشریف لائے، کچھ دن لاہور رہنے کے بعد دہلی میں قیام کیا۔ بڑے بڑے مشائخ ان کی صحبت سے فیض یاب ہوئے، ۲۰ سال کی عمر میں روز شنبہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۴۰۷ھ کو وفات پائی۔ مزار مبارک دہلی میں ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے طریقے کا مدار تین باتوں پر ہے۔ اول الہ سنت والجماعت پر جمار ہنا، دوسرم آگاہی اور سوم عبادت۔

۲۴۔ حضرت امام ربانی مجۃ والف ثانی شیخ احمد سرہندی

آپ کو حضرت باتی باللہ سے انتساب ہے۔ آپ کی ولادت ۱۴ اشویں یوم جمعہ بوقت نصف شب ۱۴۰۹ھ کو بمقام سرہند ہوئی، آپ کا نسب حضرت عمر فاروقؓ سے ملتا ہے۔ قرآن حفظ کرنے کے بعد اپنے والد ماجد اور دیگر علماء سرہند سے علوم ظاہر کی تکمیل کی، زیادہ حصہ علم کا اپنے والد بزرگوار سے پڑھا۔ حدیث کی کتابیں شیخ یعقوب سے پڑھیں اور سلسلہ تادریجی، چشتیہ، سہروردیہ، کبرویہ کی اجازت والد صاحب سے حاصل کی۔ نیز تادریج سلسلہ کی نسبت حضرت سید شیخ عبد القادر جیلانیؑ کا خرق بالواسطہ شاہ کمال کمیقلیؒ اور حضرت شاہ سکندر کمیقلیؒ سے حاصل کیا، اسال کی عمر میں تحصیل علم سے فارغ ہو کر آپ درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ طلباء کو نہایت سعی اور کوشش سے پڑھایا کرتے تھے۔ والد کی وفات کے بعد آپ خوبہ محمد باقیؒ بیعت ہوئے آپ کی کرامات بے شمار ہیں، آپ گیارہویں صدی کے مجدد تھے۔ جہانگیر نے سجدہ تعظیمی

کے انکار پر آپ کو گواہی میں قید کر دیا۔ لیکن بعد میں خواب میں تنبیہ ہونے پر ہاکر دیا اور آپ کا مرید ہوا۔ ۲۸ صفر ۳۲۰ھ میں وفات پائی، مزار مبارک سرہند (ہندوستان) میں ہے۔

۲۵۔ حضرت خواجہ آدم بنوریؒ

خواجہ آدم بنوریؒ حضرت خواجہ مجدد الف ثانی کے خلیفہ ہیں۔ آپ سید حسینی ہیں۔ آپ کی طعام گاہ میں ایک ہزار طلباء کھانا کھاتے تھے۔ شاہ جہاں کو خدشہ پیدا ہوا کہ آپ عوام میں مقبول ہو رہے ہیں، کہیں سلطنت پر قبضہ نہ کر لیں۔ جب اس بدگمانی کا علم ہوا تو آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک امیر المؤمنین حضرت عثمان غنیؓ کے روضہ کے قریب ہے۔

۲۶۔ حضرت شیخ سعدیؒ

آپ حضرت خواجہ آدم بنوریؒ کے خلیفہ ہیں آپ مادرزاد ولی تھے۔ ان کے فیض سے کئی ملکوں کو فائدہ پہنچا ہے۔ انہوں نے اپنے وقت میں لوگوں کی اصلاح کے لیے جان و مال کی قربانی کی، ہزاروں لوگوں نے ان سے فیض حاصل کیا۔

۲۷۔ حضرت خواجہ یحییؒ

آپ حضرت شیخ سعدیؒ کے خلیفہ ہیں۔ آپ ایک ضلع پشاور کے رہنے والے تھے۔ آپ کامل ولی گزرے ہیں، آپ کے متعلق مشہور ہے کہ بادشاہ وقت نے آپ سے کہا کہ ہم دریا میں قلعہ کا ایک بازو بنانا چاہتے ہیں۔ خواجہ یحییؒ نے فرمایا اے دریا پیچھے ہٹ جا۔ دریا فوراً پیچھے ہٹ گیا اور جب قلعہ کا بازو تغیر ہو گیا تو فرمایا ”آ

ٹھیک،“ (یعنی آرام سے) تو لاسین دریا حسب معمول جاری ہو گیا جو آج تک
ہمارے لیے زندہ مثال ہے۔ یہ قاعده آج بھی موجود ہے اور آپ کامزار مبارک بھی
وہیں ہے۔

۲۸۔ حضرت عبدالشکور

آپ نو شہر کے رہنے والے تھے اور ایک بہت کامل ولی گزرے ہیں۔ آپ
کی فیوضات کابل، قندھار، لندن کوئل اور ہزارہ کی طرف پھیلی ہوئی تھیں۔ غرضیکہ
ہزاروں لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ آپ کامزار مبارک پشاور میں ہے۔

۲۹۔ حضرت عبدالرزاق

آپ حضرت عبدالشکور کے خلیفہ ہی۔ آپ ہشت نگر علاقہ پشاور کے رہنے
والے تھے۔ حضرت محمد صفا آپ کے خلیفہ ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے بہت بڑے
مجد ڈگز رے ہیں۔

۳۰۔ حضرت محمد صفا

آپ ہشت نگر پشاور کے رہنے والے تھے۔ کامل بزرگ گزرے ہیں
۔ بہت سے لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔

۳۱۔ حضرت فقیر محمد

آپ علاقہ ہشت نگر پشاور کے رہنے والے تھے وہاں سے ہجرت کر کے
مظفر آباد (کشمیر) میں اتمام اختیار کی۔ آپ کے فیض سے بہت سے لوگ مستفیض
ہوئے۔ آپ کے خلیفہ خاص حضرت سید شمس الدین تھے جو مجد دوقت ہوئے۔

۳۲۔ حضرت خوجہ شمس الدین

آپ علاقہ سید پور ضلع مظفر گڑھ (کشمیر) کے رہنے والے تھے۔ آپ نے حضرت فقیر محمد ہشت نگری سے خلافت خصوصی حاصل کی۔ مجذد وقت ہوئے آپ کا مزار سید پور ضلع مظفر آباد (کشمیر) میں ہے۔

۳۳۔ حضرت مولانا غلام ربانی

آپ گلزارشناک ضلع بغلگرام مانسہرہ ہزارہ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ حضرت سید شمس الدین سے فیض یاب ہوئے اور ان کے خلیفہ خصوصی تھے۔ آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں گلزارشناک سے سید پور تک تین دن کی مسافت کا دشوار گز اور راستہ پیدل طے کر کے حاضر ہوتے تھے۔ آپ کے مرید ہزارہ، اگرور، راولپنڈی، لاہور اور فیصل آباد میں ہیں۔ آپ بہت سی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ آپ کا وصال ۲۶ ذی الحجه ۱۴۲۷ھ بہ طابق ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو انج کر ۲۷ منٹ پر بعد ظہر راولپنڈی میں ہوا۔ آپ کا مزار اقدس کان بنہ گلزارشناک بٹ گرام میں ہے۔

۳۴۔ صوفی مقبول احمد نقشبندی مدظلہ العالی

آپ الفلاح ناؤں بیدیاں روڈ لاہور چھاؤنی کے رہنے والے ہیں۔ ۱۹۰۷ء میں اس سلسلہ نقشبندی میں داخل ہوئے اور ۱۹۱۷ء میں اجازت سے نوازے گئے اور بعد میں ماذون بنادیے گئے اور ان کو محترم حضرت جی مولانا غلام ربانی کی طرف سے سلسلہ قادریہ میں بھی اجازت ہے ان کے تعلق والے لاہور، کراچی، گوجرانوالہ، وزیر آباد، چکوال، بورے والا، ملتان، اوکارہ، سکھر اور بیرون ممالک میں ہیں۔ حضرت جی مولانا غلام ربانی کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق سلسلہ کی خدمت میں مشغول ہیں۔